ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. Apr-Jun 2025.Page#.2203-2227
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of Iconography in The Narrations of Hazrat Aisha (R.A)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات میں شمائل نگاری کا تحقیقی جائزہ

Mahak Bano
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore
Dr. Aqeel Ahmad
Associate Professor Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

Abstract

Be it the aspect of the Prophet's (peace be upon him) portrait or the other aspects of the Prophet's (peace be upon him) solitude, Sayyida Aisha is recognized as the guardian of the Prophet's (peace be upon him) solitude because many narrations from her are part of the books of Hadith. After the demise of the Prophet (peace be upon him), she lived for 48 years. For this long period, i.e., for about 57 years, she continued to serve the religion day and night. Continue to spread religious knowledge, the most hadiths among the companions have been narrated from you. Your memory was very strong, what you heard was not just remembered temporarily; rather, it remained imprinted in your heart and mind. The narration of Sayyidah Aisha Siddiqa is proof of the light of prophethood on his radiant face. What pen has the power to praise the radiant face of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) that can encompass the image of his radiant face, the face of which the entire Arab and non-Arab world was crazy and whose sight the world once feared, the face of which the companions would spontaneously exclaim, "This is the face of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him)." The way of worship of the Messenger of Allah (ﷺ), with its balance, sincerity, fear and steadfastness, is the best guidance for the Ummah. Dhikr, supplication, invitation to goodness, preaching and reminder, teaching and learning, etc. And some acts of worship are related to actions, whether they are physical, such as prayer or financial, such as zakat and sadaqah, or both physical and financial.

***Keyword**: Wives, Prophet Muhammad, Sayyida Aisha, Educational Services, Biography, Characteristics, Features, Importance, Character.*

1. تعارفِ موضوع

انسانیت کی راہنمائی کیلئے روئے زمین پر جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے سب اللہ کی واحدانیت کا پیغام لیکر اس دنیا میں تشریف لائے اور انبیاء اکرام علیہم السلام کو اللہ کریم نے خاص معجزات سے نوازا ہوتا ہے اوران انبیاء علیہم السلام کے خصائص و شمائل، اللہ کے نبی ہونے کی دلیل تھے۔ااور وہ تمام خصائل و شمائل جو تمام انبیاء اکرام علیہم السلام میں الگ الگ موجود ہیں وہ تمام حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ

میں یکجاء کر دئے گئے ہیں اور آپ ﷺ کو ان تمام خصائص و شمائل سے بدرجہ اتم نوازا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے خصائص و شمال میں آپ کے سراپائے اقدس سے ظاہر ہونے والے شمائل بھی ہیں جن میں آپ ﷺ کی ذات حسن و جمال کا وہ عظیم پیکر ہے کہ جن کے حُسن کی بدولت کے باغوں میں بہار ہے مُرجھائی کلیاں کِھل اُٹھتی ہیں، تاریک دل نور سے چمک اُٹھتے ہیں۔ غمگین جانیں چین و سکون پاتی ہیں۔ دکھوں میں مبتلا چہروں پر مسکراہٹ چھا جاتی ہے ان خصائص و شمائل کو ہمارے تک پہنچانے والے امت کے امین نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے اور اللہ کے پسندیدہ اور منتخب لوگ تھے جن میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی شامل ہیں اور سرِفہرست خواتین میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات شامل ہیں اور ان پاک ازواجِ مطہرات میں سے بھی خدمات و کردار کے اعتبار سے جو نام سنہرے حروف میں لکھا گیا ہے وہ سیدہ عائشہ بنتِ ابو بکر صدیق زوجہ رسول اللہ ﷺ اور محبوبہ رسول اللہ ﷺ کا اعزار پانے والی مقدس خاتون کا نام ہے۔ آپ نے دینی علوم و فنون میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا، آپ کی جمع و تدوین سیرت اور سیرت نگاری میں ناقابلِ فراموش خدمات ہیں۔ ذیل میں سیرت نگاری سے متعلق آپ کی مرویات کا تحقیقی جائزہ پیش کروں گی۔

1.1.1 شمائل نگاری اور حضرتِ عائشہ

شمائل نبوی کا پہلو ہو یا سیرت النبی ﷺ کی خلوتِ نبوی ﷺ کی دیگر جہات کی امین سیدہ عائشہ کو تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ آپ سے کثیر مرویات کتب حدیث کا حصہ ہیں۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شادی سے پہلے آپ کے والد گرامی نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تو آپ کا سارا خاندان نبی کریم ﷺ کے زیر تربیت ہی تھا اور شادی کے بعد بھی آپ نبی کریم ﷺ کے زیر تربیت رہیں اور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ 48 برس زندہ رہیں، اس طویل عرصے یعنی تقریباً 57 سال تک آپ شب و روز دین کی خدمت کرتی رہیں۔ علمِ دین کو پھیلاتی رہیں، صحابیات میں سب سے زیادہ احادیث آپ سے ہی مروی ہیں۔ آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا، جو سنتی تھیں وہ صرف وقتی طور پر یاد ہی نہیں ہو جاتا تھا؛ بلکہ دل و دماغ میں نقش ہو جاتا تھا۔ اور یہاں تک کہ کبار صحابہ اکرام بھی آپ سے نبی کریم ﷺ کے معمولات کے بارے میں پوچھتے تھے۔

1.1.2 حضرتِ عائشہ کا تعارف

حضرت عائشہ نبی کریم ﷺ کے سب سے عزیز دوست سیدنا ابو بکر کی صاحبزادی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی کثیر تعداد ہے جن میں سے آپ سے تقریباً ۱۰۰ صحابہ اور صحابیات نے روایت کی ہے، مثلاً عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، عبداللہ بن عامر، مسروق بن اجدع، عکرمہ جیسے جلیل القدر حضرات آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

حضرتِ سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ بنت ابی بکر (پیدائش: 8 قبل از ہجرت–وفات: 57ھ) رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ آپ کو اُم المومنین کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد عہد خلفائے راشدین میں آپ کی شخصیت بہت نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد 47 سال حیات رہیں اور یہ تمام وہ عرصہ ہے جس میں ابتدائی مسلم فتوحات ہوئیں، مختلف ممالک مملکت اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ ضیاء الدین اصلاحی (م 1439ھ) "تذکرۃ المحدثین میں لکھتے ہیں:

> محدثینِ عظام کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان حضرات میں، جن سے کثیر تعداد میں حدیث شریف کی روایات ذکر کی گئی ہیں، چھٹے نمبر پر آتا ہے؛ بلکہ بعض حضرات کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں میں آپ کا نمبر چوتھا

ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کی فہرست دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ صرف حضرت ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی مرویات آپ سے زیادہ ہیں۔(اصلاحی،(2014) تذکرۃ المحدثین، ص:43)

حدیث کی دعوت و اشاعت ہی کا ایک حصہ شمائل نبوی ﷺ ہے جس میں آپ نے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے معاشرے میں لوگوں کی حدیثِ نبوی کے ذریعے اصلاحِ قول و فعل کے لئے آپ نے علمِ حدیث پر کام کیا جو جو احادیث حضور ﷺ سے سنی ان کو مِن و عَن امانت داری کے ساتھ امتِ مسلمہ کی طرف پہنچا کر اصلاحِ معاشرہ میں اپنا کردار ادا کیا اور علم الحدیث میں حضرت ابوہریرہ کی روایات کے بعد سب سے زیادہ روایاتِ حدیث کا ذخیرہ آپ سے ہی روایت کیا گیا ہے۔

1.1.3 جمع و تدوینِ سیرت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا کردار

آپ عہدِ نبوی ﷺ اور عہد خلفائے راشدین کی عینی شاہد بھی تھیں اور مزید برآں آپ نے خلافت امویہ کے ابتدائی 17 سال بھی ملاحظہ فرمائے۔ سنہ 57ھ میں آپ کا اِنتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ کے مناقب و فضائل کثیر ہیں جن سے آپ کی عظمت و شان جلالت مسلم خواتین پر نمایاں ہے۔ عبدالملک بن ہشام الحمیری (م 114ھ) نے سیرتِ ابن ہشام میں لکھا ہے:

حدیث شریف سے آپ کو گہرا تعلق تھا، کسی حدیث کے سلسلے میں اگر اصحابِ رسول ﷺ کو کوئی شبہ ہوتا تھا، تو آپ ہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ آپ بڑی آسانی کے ساتھ مدلل طور پر شک وشبہ کو رفع کر دیتی تھیں، مثلاً ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "لوگ قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ نہ رکھیں۔" سیدنا عبداللہ بن عمر اور ابوسعید خدریؓ نے یہ سمجھا کہ یہ حکم دائمی ہے۔ سیدہ عائشہ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ یہ حکم نہ تو دائمی ہے اور نہ ہی واجب ہے؛ بلکہ مستحب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کو جمع نہ کریں؛ بلکہ دوسروں کو کھلائیں۔(ابن ہشام،(2009) سیرت ابن ہشام،2/646)

1.1.4 فقہ السیرۃ میں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ

امام ابن حجر عسقلانی(م852ھ) امام زہری(م124ھ) جو کبار تابعین میں سے تھے ان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"كانت عائشة اعلم الناس يسالها الاكابر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم" (عسقلانی، (1419ھ) تهذيب التهذيب: 12/463)

یعنی حضرت عائشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی تھیں، بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

مولانا سعید انصاری(م1381ھ) اس طرح رقمطراز ہیں:

"اگر تمام ازواج مطہرات کا علم بلکہ تمام مسلمان عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم سب سے اعلی و افضل ہو گا"(انصاری،(1983ء) سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات، ص28)

شمائل نبوی کا موضوع ہو یا کوئی بھی ذکر مصطفےٰ ﷺ سے متعلق حدیث ہو سیدہ عائشہ کی روایات میں قابل ذکر خوبی یہ ہے کہ جب آپ روایت کرتی ہیں تو ساتھ ہی ساتھ اس کی علم و حکمت پر بھی روشنی ڈالتی ہیں، مثلاً ابوسعید خدری اور عبداللہ بن عمر سے غسلِ جمعہ کے سلسلے میں صرف اس قدر مروی ہے کہ جمعے کے دن غسل کر لینا چاہیے؛ لیکن اس حدیث شریف کو سیدہ عائشہ صدیقہ نے ذکر فرمایا تو یہ بھی فرمایا

کہ لوگ اپنے گھروں اور مدینے کے آس پاس کی آبادیوں سے نماز جمعہ کو آیا کرتے تھے، وہ گرد وغبار سے اٹے ہوئے اور پسینے سے تر ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم آج کے دن غسل کر لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ احمد بن یحیٰ البلاذری (م278ھ) فتوح البلدان میں لکھتے ہیں:

"سیدہ عائشہ کے تفقہ فی الدین، دقت نظر، قوت حافظہ اور شوق حدیث کے موضوع پر کئی حضرات نے قلم اٹھایا ہے، ان میں علامہ سیوطی بھی ہیں۔ آپ نے ایک رسالہ "عین الاصابہ" میں اس قسم کی 40 روایات کا تذکرہ کیا ہے، جس سے آپ کی دقیق نظر، تفقہ فی الدین، دور اندیشی کا اندازہ ہوتا ہے۔" (بلاذری، احمد بن یحیٰ، تحقیق: سہیل زکار (2012ء)، 1/446)

آپ ﷺ کے شمائل خصائل اور زندگی کے ایک ایک لمحے کو امت تک پہنچانے میں سیدہ عائشہ نے بہت اہم کردار کیا ہے۔ آپ نے معاشرے کو ایسے 100 ہونہار افراد عطا کئے جو معاشرے میں ہر میدان میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے حدیث کی ترویج و تبلیغ کی بھاری ذمداری سنبھالتے تھے۔ سیدہ عائشہ کے شاگردوں کی تعداد کے بارے میں محمد بن عبد الباقی الزرقانی (م1122ھ) اشراق مصابیح السیر المحمدیہ بمزج اسرار المواہب اللدنیہ، میں لکھتے ہیں:

"آپ سے تقریباً 100 صحابہ اور صحابیات نے روایت کی ہے، مثلاً عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، عبد اللہ بن عامر، مسروق بن اجدع، عکرمہ جیسے جلیل القدر حضرات آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔" (زرقانی، محمد بن عبد الباقی، (1401ھ)، 3/288)

سیرت النبی اور شمائل نبوی جیسے ہزاروں موضوعات پر مشتمل آپ سے مرویات کی تعداد کے بارے میں محدثینِ عظام کی رائے ہے کہ سیدہ عائشہؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے، جن سے کثیر تعداد میں حدیث شریف کی روایات ذکر کی گئی ہیں، بعض کے نزدیک آپ کا نام چھٹے نمبر پر آتا ہے اور بعض حضرات کے نزدیک رسول ﷺ سے روایت کرنے والوں میں آپ کا نمبر چوتھا ہے۔ اور اگر ہم صحابہ کرام ﷺ کی مرویات کی فہرست کو دیکھیں تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صرف سیدنا ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر کی مرویات آپ سے زیادہ ہیں۔ محدثین عظام نے آپ کی مرویات کی تعداد 2210 بتلائی ہیں، ان میں تقریباً 273 صحیحین یعنی بخاری اور مسلم میں موجود ہیں۔

1.2 حسن وجمالِ مصطفےٰ ﷺ اور مرویاتِ عائشہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کا حُسن وجمال ایسا بے مثال ہے کہ ہر صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش وتمنا ہوتی کہ ہر وقت ہر لمحہ آقا ﷺ کے نور والے چہرے کی زیارت سے مستفیض ہوتے رہیں، اسی وجہ سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حُسن وجمال کے پیکر حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کے دیدارِ پُر بہار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو راحت پہنچاتے اور چہرۂ مصطفےٰ کی ایک جھلک ان کے دلوں میں ہزاروں مسرتیں بکھیر دیتی تھی۔ آپ ﷺ کے حسن وجمال سے متعلق حضرتِ عائشہ کی مرویات درج ذیل ہیں۔

1.2.1 حسنِ مصطفےٰ ﷺ کی جھلک

تاریخ شاہد ہے کہ جس حسنِ مصطفےٰ کی تعریف وتوصیف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمارہی ہیں اسی چہرہ مصطفیٰ ﷺ کے نورِ نبوت کا حسن بیان کرتے ہوئے جلیل القدر صحابہ بیان کیا کرتے تھے، وہی چہرہ مصطفےٰ ﷺ تھا جسے دیکھتے ہی آنکھیں ٹھنڈی ہو جایا کرتی تھیں۔ امام ابن عساکر (م572ھ) تاریخ مدینۃ دمشق میں سیدہ عائشہ سے مروی روایت بیان کرتے ہیں:

" عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت: "استعرت من حفصة بنت رواحة إبرة كنت أخيط بها ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسقطت مني الإبرة فطلبتها، فلم أقدر عليها، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فتبينت الإبرة من شعاع نور وجهه، فضحكت، فقال: "ياحميراء! لم ضحكت"؟ قلت: كان كيت وكيت، فنادى بأعلى صوته: "ياعائشة! الويل ثم الويل (ثلاثاً) لمن حرم النظر إلى هذا الوجه، ما من مؤمن ولا كافر إلا ويشتهي أن ينظر إلى وجهي". (ابن عساكر (1415ھ) باب صفة خلقه و معرفة خلقه، 310/3)

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں رات کے وقت کپڑے سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی کافی تلاش کی مگر نہ ملی کہ اچانک آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کے رخ انور سے ایسی نور کی کرن نکلی کہ میرے ہاتھ سے گری ہوئی سوئی مل گئی۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت آپ کے چہرہ انور پر نورِ نبوت کی دلیل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کی مدح کرنے کی کس قلم کی طاقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والضحیٰ والے رُخ انور کے نقشہ کا احاطہ کر سکے وہ رخِ انور کہ جس کا عرب و عجم دیوانہ تھا اور جن کے چہرے کی ایک جھلک کے لئے صحابہ اکرام آپ ﷺ کی راہیں تکتے رہتے اور جب اس حسین چہرے کی زیارت ان کا مقدر بنتی تو وہ بے ساختہ پکار اٹھتے تھے کہ آپ ﷺ جیسا نہ کوئی ہے اور نہ ہو گا۔

1.2.2 چہرے کی شادابی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو آتا دیکھتا تو حسنِ باکمال کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا نبی کریم کے تمام خدوخال نُور کی طرح چمک رہے تھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں :

ان رسول الله صلي الله عليه واله وسلم دخل عليها مسرورا، تبرق اسارير وجهه. (محمد بن اسماعيل بخاری (1380ھ) صحيح بخاری، باب صفة الانبياء، رقم : 3362، 130/3)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاداں و فرحاں تھے، چہرۂ اقدس کے تمام خدوخال نُور کی طرح چمک رہے تھے۔"

نبی کریم ﷺ کے چہراہ انور کے نورِ نبوت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم چہرۂ انور کو کھلے ہوئے اوراقِ قرآن سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرور ہوتے تو روئے منور آئینے کی طرح شفاف اور مجلا ہو جاتا گویا کہ دیواروں کا عکس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس میں صاف نظر آتا۔

1.2.3 نورِ نبوت کی ضوفشانی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی تابانی وضوفشانی دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بے ساختہ اسے چاند سے تشبیہ دینے لگتے۔ جب وہ تاروں بھرے آسمان میں پورے چاند کو دیکھتے تو اس کے حسنِ شب تاب سے ان کی خوش نصیب نگاہیں بے اختیار چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اٹھ جاتیں، جس کے حسن عالم تاب نے تمام جہاں کو آپ نا اسیر بنا رکھا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا(م58ھ)روایت کرتی ہیں :

و كان رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم أحسن الناس وجها و أنورهم لونا، لم يصفه واصف قط الا شبه وجهه بالقمر ليلة البدر، وكان عرقه في وجهه مثل اللؤلو. (امام قسطلانی (2017ء) المواہب اللدنیۃ ،2/312)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر حسین و جمیل اور خوش منظر تھے۔ جس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف وثناء کی اس نے چہرۂ انور کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے منور پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح (چمکتے) تھے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے منور کو چاند سے تشبیہ دینے کے حوالے سے ابن دحیہ کہتے ہیں :"چونکہ چاند آپ نے دیکھنے والے کو مانوس کرتا ہے، چاند سے روشنی کا حصول گرمی کے بغیر ہوتا ہے اور اس پر نظر جمانا بھی ممکن ہوتا ہے، بخلاف سورج کے کہ اس کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور کسی چیز کو دیکھنے سے عاجز آجاتی ہیں۔

1.3 تبسمِ نبوی ﷺ اور مرویاتِ عائشہ

نبی اکرم ﷺ سے ملنے اور آپ ﷺ کی مسکراہٹ دیکھنے والے ہر شخص نے اس بات کا اعتراف کیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے اور افترا پرداز کا چہرہ ہر گز نہیں ہے۔ اللہ نے آپ کو جھوٹی مسکراہٹ سے بھی محفوظ رکھا کیونکہ آپ ﷺ کی مسکراہٹ انبیاء کی سنت ہے جو ان کے پاکیزہ باطن، شفاف دل، پختہ ایمان، ستھرے عقیدے اور پاک صاف روح کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کے تبسم سے متعلق حضرتِ عائشہ کی مرویات درج ذیل ہیں۔

1.3.1 وحی الٰہی پر تبسم

نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کو خوشی ہوتی تھی۔ خوشی کیوں ناں ہوتی اپنے محبوب رب سے کلام کی سعادت عظیم کا حاصل ہونا نبی ﷺ کو دنیا ومافیہا سے بہتر وافضل وتر ہے۔ جب سیدہ عائشہ کی پاکدانی کی آیات نازل ہوئی تو آپ کھڑے مسکرا رہے تھے۔ جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : میں سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے اور نہ مجھے نیند آتی۔ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ نیند میں کوئی ایسی خواب دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بری قرار دیتا ہے۔ مجھ پر پریشانی کا علام تکا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور وحی کے دوران جو سخت تکلیف آپ ﷺ کو ہوا کرتی تھی وہ آپ ﷺ کو ہونے لگی۔ آپ کو اتنا پسینہ آتا تھا کہ سردی کے دن میں بھی آپ ﷺ سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکتا تھا مزید فرماتی ہیں:

قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ، أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ». قَالَتْ: فَقَالَتْ لِي أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ، فَإِنِّي لاَ أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَتْ: وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ} العَشْرَ الآيَاتِ، (محمد بن اسماعیل بخاری (1380ھ) صحیح بخاری، ،حدیث نمبر4141، 116/5)

"جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور پہلی بات جو آپ ﷺ نے فرمائی یہ تھی کہ عائشہ! اللہ کا شکر بجالاؤ کیونکہ اللہ نے تمہاری بریت کر دی ہے۔ کہتی ہیں اس پر میری ماں نے مجھ سے کہا اٹھو رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ میں ان کے پاس اٹھ کر نہیں جاؤں گی اور اللہ کے سوا کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وحی کی تھی۔ وہ لوگ یعنی کہ جنہوں نے بہتان باندھا ہے وہ تم ہی میں سے ایک جتھا ہے۔"

اللہ نے پاکدامنی بیان کی تو نبی کریم ﷺ خوشی سے مسکرا رہے تھے اور یہ پاکدامنی وحی سے قبل ہی حضرت عائشہ کی سہیلیاں، نبی کی بیویاں جو آنحضرت ﷺ کی ازواج میں سے سیدہ عائشہ کی برابری کیا کرتی تھیں وہ بھی گواہی دے رہی تھیں کہ سیدہ عائشہ پاکدامن ہے پھر اللہ نے بھی پاکدامنی بیان کی اور نبی کریم ﷺ مسکرائے۔

1.3.2 تبسم کا نور

نبی کریم ﷺ اللہ کے حبیب اور خاتم النبیین ﷺ ہیں اور آپ کے بدن اطہر میں بھی اللہ نے معجزات پنہاں رکھے تھے ﷺ کے تبسم سے نور کی کرنوں کا ظاہر ہونا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ بنتِ عمر (م41ھ) رضی اللہ عنہا سے سوئی ادھار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سی رہی تھی کہ اچانک وہ میرے ہاتھ سے گر گئی اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے:

فتبينت الابرة من شعاع نور وجهه صلي الله عليه واله وسلم. (امام ابن عساكر، تاريخ دمشق الكبير، ج1 ص 325)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے (تبسم کی صورت میں) نکلنے والے نُور کی وجہ سے مجھے اپنی گم شدہ سوئی مل گئی۔"

اسی روایت سے مطابقت رکھتی ایک دوسری روایت جسے امام الحافظ شمس الدین سخاوی (م216ھ) اپنی کتاب القول البدیع میں ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ سحری کے وَقت کچھ سی رہی تھیں کہ اچانک ہاتھ سے سُوئی گر گئی اور چَراغ بھی بُجھ گیا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ چہرۂ انور کی روشنی سے سارا گھر روشن ہو گیا حتی کہ سُوئی مل گئی۔

1.3.3 باران رحمت پر تبسم

نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ نبوت میں کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور اتنا اوپر اٹھایا کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگی، پھر حاضرین کی طرف پشت کر کے اپنی چادر کو پلٹا، آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، پھر

لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اتر کر دو رکعت پڑھی، اسی وقت (اللہ کے حکم سے) آسمان سے بادل اٹھے، جن میں گرج اور چمک تھی، پھر اللہ کے حکم سے بارش ہوئی تو ابھی آپ ﷺ اپنی مسجد نہیں آسکے تھے کہ بارش کی کثرت سے نالے بہنے لگے، امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (م888ھ) ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللَّهِ، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَالَتِ السُّيُولُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ (ابو داؤد، (1380ھ) سنن ابی داؤد ،باب: صلاةِ استسقا ، الرقم الحديث: 3684. 1180)

"جب آپ نے لوگوں کو سائبانوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں"۔"

نبی کریم ﷺ لوگوں کے جلدی اکتا جانے اور ان کی قلت صبر پر بھی مسکرائے کہ پہلے شکایت تھی کہ بارش نہیں ہو رہی اور اب جب بارش ہوئی ہے تو لوگ اپنے اپنے سائبان کے نیچے چھپ رہے ہیں۔

1.3.4 تبسم نبوی ﷺ اور سیدہ عائشہ کے کھلونے

نبی کریم ﷺ کے گھرانے کا حسین منظر دیکھیں کہ بیوی کھلونوں سے کھیل رہی اور نبی آخر الزماں ﷺ دیکھ کر تبسم فرما رہے یہاں ان لوگوں کیلئے درس ہے جو گھروں میں بیویوں پر صرف حکمرانی کرنا جانتے ہیں۔ امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (م888ھ) ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے آئے، اور ان کے گھر کے طاق پر پردہ پڑا تھا، اچانک ہوا چلی، تو پردے کا ایک کونا ہٹ گیا، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں نظر آنے لگیں، آپ نے فرمایا: "عائشہ! یہ کیا ہے؟" میں نے کہا: میری گڑیاں ہیں، آپ نے ان گڑیوں میں ایک گھوڑا دیکھا جس میں کپڑے کے دو پر لگے ہوئے تھے، پوچھا: یہ کیا ہے جسے میں ان کے بیچ میں دیکھ رہا ہوں؟: آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قَالَتْ: فَرَسٌ، قَالَ: وَمَا هَذَا الَّذِي عَلَيْهِ؟ قَالَتْ: جَنَاحَانِ، قَالَ: فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ؟ قَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ؟ قَالَتْ: فَضَحِكَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ". (ابو داؤد، (1380ھ) سنن ابی داؤد ، الرقم الحديث: 4932)

یہ گھوڑا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "اور یہ کیا ہے جو اس پر ہے؟" وہ بولیں: دو بازو، آپ نے فرمایا: "گھوڑے کے بھی بازو ہوتے ہیں؟ وہ بولیں: کیا آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کا ایک گھوڑا تھا جس کے بازو تھے، یہ سن کر آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ کی داڑھیں دیکھ لیں۔

بیوی کے ساتھ آپ کی یہ دلجوئی امت کیلئے تعلیم ہے کہ آپ کا مقام و مرتبہ جتنا بھی بڑا ہو، بیوی کے ساتھ شوہر بن کے رہیں نہ کہ کوئی آفیسر اور اس کے ساتھ نرم مزاجی والا تعلق ہونا چاہیے نہ کہ آفیسر اور ملازم والا۔

1.4 خوشبوئے نبوی ﷺ اور مرویات حضرت عائشہ

پاکیزگی، صفائی ستھرائی، شائستگی اور نفاست کی مسلّمہ اقدار اس وقت پوری طرح روشن ہو جاتی ہیں، جب ہم اُنہیں نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں پاتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے شمائل وخصائص کو دیکھیں تو وہ ظاہری وباطنی طور پر ایسے خوشبودار ہیں کہ آج بھی انکی بھینی بھینی خوشبو انسان اپنے حسنِ اخلاق میں محسوس کرتا ہے اس سے متعلق حضرت عائشہ کی مروایات درج ذیل ہیں۔

1.4.1 نبی کریم ﷺ کا خوشبو پسند فرمانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں اچھی معلوم ہوتی تھیں:

الطَّعَامُ، وَالنِّسَاءُ، وَالطِّيبُ، فَأَصَابَ ثِنْتَيْنِ، وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدَةً، أَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ، وَلَمْ يُصِبْ الطَّعَامَ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 24440)

کھانا، عورتیں اور خوشبو، دو چیزیں تو انہیں کسی درجے میں حاصل ہو گئیں لیکن ایک چیز نہ مل سکی، عورتیں اور خوشبو آپ کو مل گئی لیکن کھانا نہیں ملا۔

خوشبو اہمیت کی حامل ہے، نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کا ایک نمایاں حصہ طہارت اور پاکیزگی سے متعلق ہے، پھر اس میں بھی اگر غور کیا جائے تو انفرادی اور اجتماعی دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صفائی، ستھرائی اور طہارت کا عادی آدمی خود بھی ظاہری و باطنی بیماریوں اور وساوس وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

1.4.2 پسندیدہ خوشبوئے نبوی ﷺ

نبی کریم کثیرت سے خوشبو استعمال فرمایا کرتے تھے اور نبی کریم عمدہ خوشبو پسند فرماتے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب کسی نے پوچھا کہ آپ ﷺ خود عمدہ خوشبو پسند فرماتے تھے تو وہ کونسی خوشبو تھی؟ اس بارے میں روایت درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: " بِأَطْيَبِ الطِّيبِ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 24105)

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی خوشبو لگانی پسند تھی؟ انہوں نے فرمایا سب سے بہترین اور عمدہ خوشبو۔

نبی کریم ﷺ عمدہ خوشبو اس لئے استعمال فرماتے تھے کیونکہ عمدہ خوشبو سے روح میں توانائی پیدا ہوتی ہے، جس سے دماغ کو کیف اور اعضائے باطنی کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ خوشبو سے نفس کو سرور اور روح کو انبساط حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں خوشبو روح کے لیے حد درجہ خوش گوار اور خوب تر چیز ہے۔ خوشبو اور پاک روحوں میں گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اطیب الطیبین "سب سے زیادہ خوشبودار اور پاکیزہ" رسولِ اکرم ﷺ کو دنیا کی چیزوں میں سے ایک چیز خوشبو بہت زیادہ محبوب تھی۔

1.4.3 لباسِ نبوی رضی اللہ عنہا اور مرویاتِ عائشہ رضی اللہ عنہا

لباسِ نبوی ﷺ کی اہمیت کا تعلق صرف ظاہری پوشاک سے نہیں بلکہ اس کے پیچھے موجود روحانی، اخلاقی اور تہذیبی پیغام سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کا لباس مسلمانوں کے لیے ایک عملی نمونہ، سادگی و انکساری کی علامت، اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی بنیاد ہے۔ ذیل میں لباس نبوی ﷺ کی اہمیت کو مختلف پہلوؤں سے بیان کیا گیا ہے۔ اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات درج ذیل ہیں۔

1.4.4 قمیص بحیثیت لباس

نبی کریم ﷺ کو کپڑوں میں قمیص پسند تھی اس بارے میں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو تُمَيْلَةَ، وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ، (ابو داؤد، (1380ھ) سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب ماجاء في القميص (۴ ، ۴۰۲۵)

"اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں سے زیادہ قمیص پسند تھی۔"

نبی کریم ﷺ کو سیاہ رنگ میں چادر بھی پسند تھی اور اسے آپ نے زیب تن فرمایا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کو یہ رنگ بہت پسند تھا اس لئے سیاہ رنگ کی چادر استعمال کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اس بارے میں سیدہ عائشہ کی روایت ہے کہ:

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 68)

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ بالوں والی کملی اوڑھ رکھی تھی۔"

1.4.5 لباس میں سادگی کا اہتمام

نبی کریم ﷺ کا لباس سادہ، پاکیزہ اور موقع کے مطابق ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے لباس میں نہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ تھا، نہ دنیاوی نمود و نمائش۔ آپ کا معمول تھا کہ سادہ کپڑے پہنتے، کبھی سوتی، کبھی اُونی اور کبھی کھدر کا لباس زیب تن فرماتے۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 324)

"ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔"

نبی کریم ﷺ کا لباس میں سادگی اختیار کرنا محض ایک ذاتی عمل نہیں بلکہ ایک انقلابی پیغام ہے۔ یہ سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ اصل وقار سادگی میں ہے، نہ کہ مہنگے اور زرق برق لباس میں۔ اگر ہم واقعی نبی ﷺ کے پیروکار ہیں، تو ہمیں چاہیے کہ لباس میں بھی اعتدال، وقار اور عاجزی کو اختیار کریں، اور فیشن پرستی، دکھاوا اور تکبر سے بچیں۔ یہ طرزِ حیات ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔

1.5 نبی کریم ﷺ کے اُمورِ تعبدیہ سے متعلق مرویاتِ عائشہ

نبی کریم ﷺ کی عبادت میں ہمارے لیے گہری تعلیمات اور عملی نمونہ موجود ہے، جو نہ صرف روحانیت کا منبع ہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں اللہ سے قربت کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا انداز، اس میں توازن، خلوص، خشیت اور استقامت، اُمت کے لیے بہترین ہدایت ہے۔

1.5.1 نمازِ نبوی ﷺ میں پاکیزگی کا درس

نماز اسلام کا سب سے اہم ستون ہے، جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتی ہے۔ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پوری زندگی نماز کی عظمت، خشوع و خضوع اور بندگی کا عملی نمونہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ صرف عبادت کا اعلیٰ معیار ہے بلکہ ہر مسلمان کے لیے ایک جامع تربیتی نظام بھی ہے جو عقیدہ، اخلاق، نظم و ضبط، خلوص، مساوات اور روحانیت کی پاکیزگی سکھاتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ، قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ ، فَقُلْتُ : أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ : بَلَى ، " ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : أَصَلَّى النَّاسُ ، قُلْنَا : لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ ، قَالَ : ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ ، قَالَتْ : فَفَعَلْنَا ، فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَصَلَّى النَّاسُ ، قُلْنَا : لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ : ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ ، قَالَتْ : فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ : أَصَلَّى النَّاسُ ، قُلْنَا : لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، فَقَالَ : ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ ، فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ، بخاری الرقم الحدیث687)

"عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے، انہوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، کاش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی حالت آپ ہم سے بیان کرتیں، (تو اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ ہاں ضرور سن لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کی جی نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظام کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے ایک لگن میں پانی رکھ دو۔ عائشہ رضی اللہ

عنہانے کہا کہ ہم نے پانی رکھ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر آپ اٹھنے لگے، لیکن آپ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش ہوا تو پھر آپ نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کی نہیں، یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) فرمایا کہ لگن میں میرے لیے پانی رکھ دو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے پھر پانی رکھ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر غسل فرمایا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن (دوبارہ) پھر آپ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش ہوا تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ لگن میں پانی لاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی، لیکن پھر آپ بیہوش ہو گئے۔"

حدیث مذکورہ سے وضو کے اہتمام لازم ہونے کی دلیل ملتی ہے اور اس کے بعد پھر جب ہوش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ لوگ مسجد میں عشاء کی نماز کے لیے بیٹھے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھادیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائده 6:5)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو"

یعنی مساجد میں پاک صاف لباس اور قلبی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ وضو کی صورت میں داخلے کی اجازت دی گئی ہے۔ آیت مذکورہ میں جو وضو کی فرائض ہیں ان کے اہتمام پر بھی نبی کریم ﷺ نے خاص تاکید فرمائی ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، تَوَضَّأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عِنْدَ عَائِشَةَ ، فَقَالَتْ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، أَسْبِغْ الْوُضُوءَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 24123)

ابو سلمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں وضو کیا تو انہوں نے فرمایا عبد الرحمن! اچھی طرح اور مکمل وضو کرو، کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایڑیوں کیلئے جہنم کی آگ سے ہلاکت ہے۔

طہارت و پاکیزگی اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کو بہت پسند ہے اور خواہ اس کا تعلق وضو سے ہو یا عام زندگی میں پاکیزگی سے ہو اور یہ ان کی محبت اور حصول رضا کا ذریعہ ہے۔ نماز کے وضو کے علاوہ بھی مسلمان کو پاکیزہ زندگی گزارنی چاہیے۔ آپ ﷺ کا لباس مبارک ہمیشہ

پاک وصاف ہوتا تھا اور ہر مسلمان کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ پاک وصاف لباس زیب تن کرے۔ اہل عرب پانی کی کمی کی وجہ سے بہت کم نہاتے تھے اور ان کے لباس عموماً موٹے کپڑے کے ہوا کرتے تھے اور جب یہ محنت مزدوری کرتے تو پسینے میں شرابور ہو جاتے تھے۔ چونکہ وہ ایک لباس کئی دنوں تک پہنے رکھتے تو جب وہ مسجد میں آتے تو ان کے لباس اور جسموں سے بہت بدبو آتی تھی تو اس پر اسلام نے ہفتے میں ایک دن جمعہ کے روز غسل کرنے کو واجب قرار دے دیا۔ اور یوں پاکیزگی کا درس دیا۔

1.5.2 پاکیزگی کا خاص اہتمام فرمانا

نماز میں وضو کے بعد اگر غسل جنابت کی ضرورت پیش ہو تو نماز سے قبل وہ بھی ضرری ہے۔ غسل انسان کی جسمانی طہارت و پاکیزگی کیلئے جامع مکمل اور ہمہ گیر عمل ہے۔ اللہ کے رسول کریم ﷺ نے ہمیں ہمیشہ پاک وصاف رہنے کی تلقین فرمائی۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ " . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 24083)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب وجوبِ غسل کی حالت میں سونا چاہتے تو نماز جیسا وضو فرمالیتے تھے۔"

اسلام میں پاکی نصف ایمان ہے۔ جنابت کی حالت میں بدن پر ناپاکی رہتی ہے، اور اس حالت میں نماز، قرآن کی تلاوت، مسجد میں داخلہ جائز نہیں۔ اس لیے رسول ﷺ نے اس کو فوراً دور کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ جنابت کی حالت نماز کے لیے مانع ہے۔ نبی ﷺ نے عبادت کی ادائیگی میں تاخیر نہ کی، بلکہ فوراً طہارت حاصل کر کے اللہ کے حضور حاضر ہونے کا اہتمام فرمایا لیکن کم از کم پاکی حاصل کی جبکہ آج لوگ پورا دن حالتِ جنابت میں گزار دیتے جبکہ جسمانی صفائی سے انسان کی شخصیت میں خوشبو، تازگی اور باوقار تاثر پیدا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کی سنت ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ میل جول سے پہلے خود کو صاف ستھرا رکھیں۔

1.5.3 نماز کی خاص تاکید

ایمان لانے کے بعد انسان کے مسلمان ہونے کی سب سے بڑی نشانی نماز کی پابندی کرتا ہے۔ کیونکہ باقی تمام عبادات ہر کسی پر فرض نہیں اور ہر روز ادا نہیں کی جاتیں۔ زکوۃ صاحب نصاب پر سال کے بعد فرض ہوتی ہے۔ روزہ سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک مہینے (رمضان) میں فرض ہے۔ حج صاحب استطاعت پر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ اس لیے یہ تمام عبادات مسلمان کی نمایاں نشانی اور کھلی پہچان نہیں بن سکتیں لیکن نماز ہر روز ہر دن میں مسلمان کی پہچان ثابت ہوتی ہے۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: كَانَ مِنْ آخِرِ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 26483)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی کہ نماز کا خیال رکھنا اور اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہی کہتے کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کھڑ کھڑانے اور زبان رکنے لگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی بہت زیادہ تاکید فرمائی، اور اسے دینِ اسلام کا ستون اور مومن و کافر کے درمیان حد قرار دیا۔ نماز صرف ایک عبادت نہیں بلکہ ایک جامع نظام تربیت ہے جس میں روحانی، اخلاقی، سماجی اور جسمانی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ذیل میں ہم نماز کی تاکید کے پس منظر میں چند اہم حکمتوں کو بیان کرتے ہیں: یہ قرب انسان کو دنیا کی فتنہ انگیزی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی روح کو تسکین دیتا ہے۔ نماز انسان کے اندر خود احتسابی اور نیکی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ جماعت کی نماز تمام مسلمانوں کو ایک صف میں لا کر نسلی، معاشرتی اور طبقاتی فرق مٹاتی ہے۔ سب امیر، غریب، عالم، جاہل ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ وحدتِ اُمت کی عملی شکل ہے۔ نماز کے مختلف ارکان (قیام، رکوع، سجدہ) انسانی جسم کے لیے بہترین ورزش بھی ہیں۔ سائنسدانوں نے تسلیم کیا ہے کہ نماز کا طریقہ دل، دماغ اور پٹھوں کے لیے مفید ہے۔

1.5.4 خواتین کو نماز کی تاکید

اسلام ایک کامل ضابطۂ حیات ہے جو مرد و عورت دونوں کو روحانی، اخلاقی، سماجی اور انفرادی ترقی کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دورِ مبارک میں جہاں مردوں کو نماز کی ترغیب دی گئی، وہیں خواتین بھی عبادت کے اس نورانی سفر میں برابر شریک تھیں۔ نماز کا اہتمام خواتین کے لیے صرف فرض کی ادائیگی نہیں بلکہ ان کی روحانی بلندی، کردار سازی اور معاشرتی تحفظ کا ذریعہ بھی تھا۔ یہ مضمون اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں خواتین نماز کی کس طرح پابند تھیں، اور اس کے کیا فوائد و اہمیت تھی یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں خواتین مسجد میں نماز کا اہتمام کرتی تھیں

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: " كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ يَخْرُجْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ، لَا يُعْرَفْنَ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد ، الرقم الحديث: 24051)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز فجر میں خواتین بھی شریک ہوتی تھیں، پھر اپنی چادروں میں اس طرح لپٹ کر نکلتی تھیں کہ انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔

جبکہ دوسری روایت میں منع بھی فرمایا جیسا اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ: " لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ ، لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ" ، قَالَ يَحْيَى: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَمُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ . (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی ، الرقم الحديث: 217)

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ چیزیں دیکھتے جو عورتیں کرنے لگی ہیں تو انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں اس سے روک دی گئی تھیں۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے عمرہ سے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کی عورتیں اس سے روک دی گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔"

یقیناً، نبی کریم ﷺ کے دور میں خواتین کا نماز کا اہتمام کرنا نہ صرف ایک دینی فریضہ کی ادائیگی تھی بلکہ اس کے روحانی، معاشرتی اور اخلاقی فوائد بھی بہت اہم تھے۔ نماز اسلام کا سب سے اہم رکن ہے جو ایمان کے بعد فرض کیا گیا۔ قرآن مجید میں بارہا اس کی تاکید کی گئی، اور نبی کریم ﷺ نے اس کو دین کا ستون قرار دیا۔ جہاں مردوں کو نماز کا حکم دیا گیا، وہیں خواتین کو بھی اس کا مکلف بنایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خواتین نہ صرف نماز کی پابند تھیں بلکہ عبادت کے جذبے میں مردوں کے ساتھ شریک نظر آتی تھیں۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: " لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ، لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ"، قَالَ يَحْيَى: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَمُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 217)

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ چیزیں دیکھتے جو عورتیں کرنے لگی ہیں تو انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں اس سے روک دی گئی تھیں۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے عمرہ سے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کی عورتیں اس سے روک دی گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے اور اسلامی احکام کی تکمیل اور تعلیم کا مقصد پورا ہونے کے بعد جب عورتوں کے خروج کی ضرورت بھی نہ رہی اور ماحول کے بگاڑ کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں (خصوصاً جوان عورتوں) کے نماز میں حاضر ہونے سے منع فرمادیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ وہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے پیدا کر دی ہے تو عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

1.5.5 فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام

صرف نماز ایک ایسی عبادت ہے جو دن رات میں پانچ مرتبہ فرض ہے اور یہ مسافر پر بھی فرض ہے اور مقیم پر بھی فرض ہے یہ حالت امن میں بھی فرض ہے اور حالت خوف (جہاد و قتال) میں بھی فرض ہے چاہے دشمن سے مقابلہ سخت ہو یا پھر تیروں تلواروں کی بوچھاڑ ہو۔ ایسے سنگین حالات میں بھی نماز کی چھٹی نہیں ہے۔ یہ تندرست پر بھی فرض ہے اور بیمار پر بھی فرض ہے یہ امیر پر ادا فرض ہے اور غریب پر بھی فرض ہے یہ حاکم پر بھی فرض ہے اور محکوم پر بھی فرض ہے یہ مرد پر بھی فرض ہے اور عورت پر بھی فرض ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کی مقدس ہستی پر تہجد بھی فرض تھی چونکہ نبی کریم اللہ سے سب سے بڑے اور اعلیٰ محبت کرنے والے اور محبت کرنے والوں پر رب سے ہر لمحہ

ملاقات ضروری ہوتی ہے۔ نماز تہجد جو کہ امت کے لئے عظیم نفلی نماز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں تہجد کا خاص اہتمام فرمایا۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَوْتَرَ، ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ، فَإِذَا كَانَ لَهُ حَاجَةٌ أَلَمَّ بِأَهْلِهِ، فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَثَبَ، فَإِنْ كَانَ جُنُبًا أَفَاضَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ، وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 260)

"اسود بن یزید سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کے بارے میں پوچھا تو انہوں فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے تھے۔ پھر اُٹھ کر قیام کرتے اور سحری کے قریب وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے، اگر حاجت ہوتی تو اپنے گھر والوں کے پاس جاتے، پھر جب اذان (صبح) سنتے تو تیزی سے اُٹھ پڑتے، اگر جنبی ہوتے تو اپنے بدن پر پانی بہاتے ورنہ وضو کر کے نماز کے لیے چلے جاتے۔"

ایک دوسری حدیث میں اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ النَّوْمُ، أَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 263)

"اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی رات کو نماز نہ پڑھ سکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نے روک لیا ہوتا یا آنکھوں پر نیند غالب آگئی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعت پڑھ لیتے۔"

نیند یا تھکاوٹ کسی بھی وجہ سے رات کی نماز (قیام اللیل) فوت جائے تو دن میں بارہ رکعت پڑھ لی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا بطورِ تدارک کرتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ عَنْ شَيْئٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كَانَ كَمَنْ قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ۔ (قشیری، مسلم بن حجاج (1245ھ) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل. حدیث: 747) "جو شخص اپنے رات کے وظیفہ وغیرہ سے سو جائے تو اس نے فجر اور ظہر کے درمیان وہ وظیفہ پڑھ لیا تو گویا اس نے وہ رات کو ہی پڑھا۔" اس سے ثابت ہوا کہ نفل نماز کی قضاء بھی جائز ہے بلکہ مستحب ہے تاکہ کوئی شخص اپنی عبادت و ریاضت کا وظیفہ چھوڑنے کی عادت ہی نہ بنالے۔

1.6 روزہ سے متعلق معمولاتِ نبوی ﷺ اور مرویاتِ عائشہ

اسلام ایک جامع اور مکمل شریعت ہے، جس کے اندر مختلف نوع کی عبادتیں ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق قول سے ہے؛ جیسے: ذکر، دُعا، دعوت الی الخیر، وعظ و تذکیر اور تعلیم و تعلّم وغیرہ اور بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق فعل سے ہے، خواہ وہ بدنی ہوں، جیسے: نماز یا مالی ہوں، جیسے: زکوۃ و صدقات یا بدنی و مالی دونوں ہوں، جیسے: حج اور جہاد فی سبیل اللہ اور بعض عبادتیں وہ ہیں جو نہ قولی ہیں اور نہ فعلی بلکہ ان میں صرف رکنا پایا جاتا ہے، جیسے: روزہ (اکثر علماء نے روزہ کو عبادتِ بدنی میں شمار کیا ہے۔ اور یہی اقرب الی الصواب ہے کیونکہ کسی چیز سے رُکنا بھی تو ایک فعل اور عمل ہی ہے۔

1.6.1 کثرتِ صوم کا اہتمام

بدنی عبادات میں بہترین عبادت روزہ ہے۔ یہی وجہ ہے نبی کریم ﷺ کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے: اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: ((كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ)) . قَالَتْ: ((وَمَا صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا رَمَضَانَ (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 294)

" عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں میں نے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تو ہم کہتے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے ہی رکھیں گے اور افطار کرتے تو ہم کہتے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار ہی کریں گے اور جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے، رمضان المبارک کے علاوہ کسی بھی مکمل مہینے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے نہیں رکھے۔"

جس طرح اسلام نے نماز، زکوۃ میں جامعیت و مرکزیت پیدا کر کے، انھیں دیگر ادیان و مذاہب کی نماز و زکوۃ سے ممتاز بنا دیا۔ اسی طرح سے روزہ کو بھی دیگر مذاہب کے روزوں کے مقابلہ میں اختصاص و امتیاز عطا کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے شمائلِ تعبدیہ کو دیکھیں تو آپ رمضان کے علاوہ بھی کثرت صوم کے معلم تھے اور رمضان المبارک کے ماہِ سعید میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولاتِ عبادت و ریاضت میں عام دنوں کی نسبت کافی اضافہ ہو جاتا۔ اس مہینے میں اللہ تعالی کی خشیت اور محبت اپنے عروج پر ہوتی۔ اسی شوق اور محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کے قیام کو بھی بڑھا دیتے۔ جب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان معمولات کا ذکر کیا جاتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ پر عمل کر کے روزے کی برکتیں نصیب ہوتی ہیں۔

1.6.2 روزہ داری کی کیفیت

روزہ داری کی کیفیت کہ آپ کب روزہ رکھتے کب نہیں رکھتے تھے کیا مسلسل رکھتے تھے اس بارے میں ابو سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اماں جان! مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفلی روزوں کے متعلق بتایئے: اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

قَالَتْ: " كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ، وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُهُ إِلَّا قَلِيلًا" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 24116)

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : کہ بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے ہی رہیں گے اور بعض اوقات اتنے ناغے کرتے کہ ہم کہتے تھے اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناغے ہی کرتے رہیں گے اور میں نے جس کثرت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا ہے، کسی اور مہینے میں نہیں دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے صرف چند دن کو چھوڑ کر تقریباً پورا مہینہ ہی روزہ رکھتے تھے۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت کی تائید میں انس بن مالک کی روایت ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَرَى أَنْ لَا يُرِيدَ أَنْ يُفْطِرَ مِنْهُ، وَيُفْطِرُ مِنْهُ حَتَّى نَرَى أَنْ لَا يُرِيدَ أَنْ يَصُومَ مِنْهُ شَيْئًا. وَكُنْتَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ مُصَلِّيًا، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ نَائِمًا (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 295)

" سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہینے سے اتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تو ہم کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کوئی روزہ بھی نہیں رکھیں گے اور اگر تم رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہیں تو ضرور دیکھ سکیں گے اور اگر سویا ہوا دیکھنا چاہیں تو سویا ہوا بھی ضرور دیکھ سکیں گے۔"

حدیثِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزوں اور رات کی نفل نماز کے لیے کوئی مخصوص اوقات متعین نہیں فرماتے تھے بلکہ ان میں تبدیلی ہوتی رہتی تھی۔ روزے مہینے کے مختلف ایام میں رکھتے اور قیام اللیل بھی رات کے مختلف حصوں میں کرتے تھے۔

1.6.2 صوم رمضان کی تاکید

نبی کریم ﷺ نے نفلی روزہ کے علاوہ فرض روزہ کی خاص تاکید فرمائی، فرض روزے کی فرضیت کا حکم سن دو(2) ہجری میں تحویلِ قبلہ کے واقعہ سے کم و بیش دس پندرہ روز بعد نازل ہوا۔ آیتِ صیام شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی جس میں رمضان المبارک کو ماہِ صیام قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. (البقرة، 185:2)

"رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں۔ پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔"

اور اس پر سیدہ عائشہ کی روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَت: " كَانَ رَمَضَانُ هُوَ الْفَرِيضَةَ ، وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ ، فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد ، الرقم الحديث: 24230)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان ہی کے روزے رکھنے لگے اور عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا، اب جو چاہے وہ روزہ رکھ لے اور جو چاہے نہ رکھے۔

ہجرت کے بعد روزے کو فرض کرنے کی حکمت یہ تھی کہ جب مسلمان توحید و رسالت، نماز اور ما قبل ہجرت نازل ہونے والے دیگر احکامِ قرآن پر عمل کرنے کے خوگر اور عادی ہو جائیں تو پھر انہیں روزہ حکم دیا جائے۔

1.6.3 روزہ میں احتیاط کے تقاضے

روزہ کی حالت میں نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے بوس و کنار کر لیا کرتے تھے اس میں ممانعت نہیں ہے جیسا کہ علقمہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اور ان کے کچھ ساتھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ان میں سے کسی نے یہ کہ دیا کہ روزہ دار آدمی اپنی بیوی کو بوسہ دے سکتا ہے اور اس کے جسم سے اپنا جسم لگا سکتا ہے۔ تو ان میں سے ایک آدمی جس نے دو سال تک شب بیداری کی تھی اور دن کو روزہ رکھا تھا، کہنے لگا میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی کمان اٹھا کر تجھے دے ماروں، اس نے کہا کہ تھوڑا سا انتظار کر لو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ کر ان سے یہ مسئلہ پوچھ لینا، چنانچہ جب وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو

فَقَالَتْ عَائِشَةُ :" كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ" ، قَالُوا : يَا أَبَا شِبْلٍ ، سَلْهَا؟ قَالَ : لَا أَرْفُثُ عِنْدَهَا الْيَوْمَ ، فَسَأَلُوهَا ، فَقَالَتْ :" كَانَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد ، الرقم الحديث: 24130)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا باجود یکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو رکھتے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بوسہ دیدیا کرتے تھے اور اپنی ازواج کے جسم سے اپنا جسم لگا لیتے تھے، لوگوں نے کہا اے ابو شبل! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مزید وضاحت پوچھو، انہوں نے کہا کہ آج میں ان کے یہاں بے تکلف کھلی گفتگو نہیں کر سکتا، چنانچہ لوگوں نے خود ہی پوچھ لیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں اپنی ازواج کو بوسہ دیدیا کرتے تھے اور ان کے جسم سے اپنا جسم ملا لیتے تھے۔

روزہ کی حالت میں بیوی کو شہوت کے ساتھ نہ دیکھنا از قبیل آداب ہے اس لئے کہ کہیں خود پہ قابو نہ پا سکے اور دونوں کا روزہ خطرے میں پڑ جائے اس لئے ورنہ ناجائز و حرام نہیں ہے۔ روزہ کی حالت میں شہوت کے ساتھ بیوی کا بوسہ لینا یا اسے گلے لگانا بھی ناجائز نہیں، اور اگر انزال نہ ہو تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹتا، متعدد احادیث سے اس کا جواز اور انزال نہ ہونے کی صورت میں روزے کا نہ ٹوٹنا ثابت ہے، چناں چہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ وغیرہ لے لیا کرتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے روزہ کی حالت میں اس طرح کا عمل ہو گیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا: آج مجھ سے ایک بھاری کام ہو گیا، میں نے روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی روزہ کی حالت میں منہ میں پانی لے کر کلی کر دے تو کیا اس سے روزہ پر کوئی فرق پڑے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس روزہ جاری رکھو۔ مزید یہ کہ اس کی تائید سیدہ عائشہ کی مذکورہ بالا روایت سے بھی ہوتی ہے۔

1.7 مال زکوۃ سے متعلق معمولاتِ نبوی ﷺ اور مرویاتِ عائشہ

نبی کریم ﷺ کے زکوۃ ادا کرنے کی اول میں وضاحت پیش کرتی چلوں کہ نبی کریم ﷺ نے مال زکوۃ پر بہت تاکید فرمائی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی اتنا مال جمع ہی نہیں فرمایا کہ جس پر شرعی اعتبار سے زکوۃ واجب ہوتی یہی وجہ ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں زکوۃ کی نیت سے کوئی مال خرچ نہیں کیا لیکن آپ جتنے سخی تھے اور جتنا آپ نے خرچ کیا اس کی کائنات میں کوئی مثال نہ پیش کر سکے گا۔ لیکن آپ ﷺ نے زکوۃ کی مقرر کردہ حد سے کہیں زیادہ مال خرچ کیا کرتے تھے۔ جس کے بارے سیدہ عائشہ کی مرویات درج ذیل ہیں۔

1.7.1 کثرتِ صدقات

نبی کریم ﷺ نے گو کہ بحیثیتِ مالِ زکوۃ نہیں دیا لیکن آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی نے اللہ کی راہ میں مال خرچ نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ کی سخاوت، جود و کرم اور عطا و نوازش بے مثل اور بے مثال اور باکمال ہے، کوئی بھی اس خلق میں بھی آپ کے برابر نہ تھا، نہ ہی کوئی آپ کے معارض اور مد مقابل تھا، حتی کہ آپ کی پہچان اور شناخت یہی سخاوت اور جود و کرم بن گئی۔۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا:

يا عائشةُ، ما فَعَلَتِ الذَّهَبُ؟ فجاءت ما بيْنَ الخَمْسةِ إلى السَّبْعةِ، أو الثَّمانيةِ، أو تِسْعةٍ، فجَعَلَ يُقلِّبُها بيَدِه، ويقولُ: ما ظَنُّ مُحمَّدٍ باللهِ عزَّ وجلَّ لو لَقِيَه، وهذه عندَه؟ أنْفِقيها. (ابی شیبہ (1428ھ) مصنف ابن ایی شیبہ، الرقم الحدیث35512. 229/11)

"اے "عائشہ! سونے کا کیا بنا؟" میں نے کہا: وہ میرے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس لے کر آؤ۔" وہ نو یا پانچ دینار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب کے بارے میں کیا گمان ہو گا، اگر وہ اپنے رب کو اس حال میں ملے کہ یہ سونا اس کے پاس ہو؟ اب اس طرح کرو کہ اس کو (فوراً) خرچ کر دو۔"

نبی کریم ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ اے "عائشہ! سونے کا کیا بنا؟" میں نے کہا: وہ میرے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس لے کر آؤ۔" وہ نو یا پانچ دینار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب کے بارے میں کیا گمان ہو گا، اگر وہ اپنے رب کو اس حال میں ملے کہ یہ سونا اس کے پاس ہو؟ اب اس طرح کرو کہ اس کو فوراً خرچ کر دو۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّهَا قَالَتْ: ((مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (محمد بن عيسى ترمذي (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث: 139)

"ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ نے مسلسل دو دن بھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔"

1.7.2 تھوڑے پر گزر بسر

نبی کریم کثرتِ صدقات کرتے جبکہ مال راہ خدا میں اس قدر خرچ کرتے کہ باقی کچھ نہ بچتا سیدہ عائشہ کی اس روایت کے صحیح بخاری میں الفاظ یہ ہیں کہ :

مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لِيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ'' (صحيح بخاري، كتاب الأطعمة ، حديث: ٥٤١٦)

"یعنی مدینہ آنے کے بعد تا وقت وفات گندم کی روٹی سے متواتر تین دن رات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے سیر نہیں ہوئے۔"

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ:

مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمدٍ صلى الله عليه وسلم يَوْمَيْنِ مِنْ خُبْزٍ إِلاَّ اِحْدٰ هُمَا تَمْرٌ'' (صحيح مسلم، كتاب الزهد، حديث: ٢٩٧١)

"آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دن بھی شکم سیر ہو کر روٹی میسر نہیں آئی مگر ان میں ایک دن کھجور ہوتی"

صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں :

مَا أَكَلَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم أَكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ إِلَّا وَ إِحْدٰ هُمَا تَمْرٌ'' (صحيح بخاري، كتاب الرقاق، حديث: ٦٤٥٥)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ نے ایک دن میں دو دفعہ کوئی پکایا ہوا نہیں کھایا، ہاں ایک دفعہ کھجور ہوتی۔"

جبکہ صحیح بخاری و مسلم کی ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال کے لیے ایک سال کا نفقہ و خرچہ ذخیرہ بنا لیتے تھے۔ تو اس کا جواب امام نووی رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل اپنی زندگی کے آخری سالوں میں کرتے تھے لیکن جب لوگوں کی ضرورتیں پیش آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ ان پر خرچ کر دیتے اور جو ذخیرہ بنایا ہوتا وہ بہت جلد خرچ ہو جاتا۔

1.8 حج سے متعلق معمولاتِ نبوی ﷺ اور مرویاتِ عائشہ

نبی کریم ﷺ کے شمائل و خصائص کا ایک خاص حصہ جو کہ حج و عمرہ سے متعلق ہے۔ حج اسلام کا بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے، اور یہ ہر اس شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جو صاحب استطاعت ہو۔ اس بارے میں مزید سیدہ عائشہ کی مرویات درج ذیل ہیں۔

1.8.1 حج میں نیت کا اہتمام کرنا

اللہ تعالیٰ ہر کام میں انسان کی نیّت دیکھتا ہے اور اس کا مطلب ہے ارادہ۔ ارادہ نیک بھی ہوتا ہے اور بد بھی۔ اسی طرح خُلوص کا مطلب ہے ہم دردی و انسان دوستی۔ اور دوستی درد مندی کی بھی ہوتی ہے اور غرض مندی کی بھی۔ اِس دنیا میں تو کوئی کام بھی ہو خواہ وہ صالح نیّت سے کیا جائے یا فاسد نیّت سے وہ یہاں تو چل ہی جائے گا کیوں کہ یہاں تو ظاہر داری نبھائی جاتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ " خَرَجْنَا لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 24112)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو ہماری نیت صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کی تھی۔

حج فرض اور عمرہ نفلی عبادت ہے تو آپ اگر حج کی نیت کی تو حج ہی ہا گا لیکن اگر عمرہ کی نیت کی تو عمرہ ہی ہو گا۔ آخرت میں چوں کہ نیّت اور دل کے ارادے اور بھید کے مطابق مقبولیت و مردودیت کا دار و مدار ہے اس لیے وہاں پر صرف وہی عمل قبول ہو گا جو صالح نیّت و ارادے سے کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو عمل بھی صالح اور نیک نیّت و ارادے سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوش نُودی کے لیے کیا گیا ہو اسی کا نام خُلوص ہے۔

1.8.2 حج و عمرہ ایک ساتھ

اگر نیت حج کرنے کی ہے تو پھر آپ حج کا طریقہ کار اختیار کیا جائے گا اور جو عمرہ کی نیت کریں گے وہ عمرہ کا طریقہ کار اختیار کریں گے۔ جیسا کہ حدیث میں اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَت: " خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ، وَأَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ، فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ، فَأَحَلُّوا حِينَ طَافُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَلَمْ يُحِلُّوا إِلَى يَوْمِ النَّحْرِ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحديث: 24076)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم میں سے کچھ لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا اور کچھ لوگوں نے عمرے کا اور بعض لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

صرف حج کا احرام باندھا تھا، پھر جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا، انہوں نے تو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام کھول لیا اور جن لوگوں نے حج کا یا حج اور عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا وہ دس ذی الحجہ سے پہلے حلال نہیں ہوئے۔

آپ کی نیت اگر حج و عمرہ کی ہے تو وہ طواف کے بعد احرام نہ کھولیں جیسا کہ رویات ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم میں سے کچھ لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا اور کچھ لوگوں نے عمرے کا اور بعض لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، پھر جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا، انہوں نے تو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام کھول لیا۔

1.8.3 احرام کی نوعیت

حج و عمرہ میں احرام فرائض میں سے ہے اس لئے جن لوگوں نے حج کا یا حج اور عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا وہ دس ذی الحجہ سے پہلے حلال نہیں ہوئے۔ یعنی وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام نہیں کھولیں۔

عَنْ عَائِشَةَ " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ بِالْحَجِّ" . (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحدیث: 24077)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔

سیدہ عائشہ آپ ﷺ کی محبوبہ زوجہ تھیں جن کی محبت کا اندازہ دیگر ازواج مطہرات کو بھی تھا آپ حج و عمرہ کا سفر ہوتا یا کوئی اور ان کو ساتھ لیکر جانا پسند فرماتے تھے۔ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ساتھ حج کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں راستہ میں تھے کہ ایک آدمی اترا، اور عورتوں کی سواریوں کو تیز تیز چلانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس طرح شیشوں (عورتوں) کو لے کر چلتے ہیں؟" سو وہ چل رہے تھے کہ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا، حالانکہ ان کی سواری سب سے اچھی تھی، وہ رونے لگیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو پونچھنے لگ گئے، وہ اور زیادہ رونے لگیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع کرتے رہے۔ جب وہ بہت زیادہ رونے لگ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دے دیا، سو وہ اتر گئے، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اترنے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ کہتی ہیں: صحابہ اکرام اتر پڑے اور اس دن میری باری تھی۔ جب صحابہ اترے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب کیا گیا، آپ اس میں داخل ہو گئے۔ وہ کہتی ہیں: یہ بات میری سمجھ میں نہ آ سکی کہ میں کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھس جاؤں اور مجھے یہ ڈر بھی تھا کہ ممکن ہے کہ) آپ کے دل میں میرے بارے میں کوئی ناراضی ہو۔ وہ کہتی ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان سے کہا: تم جانتی ہو کہ میں کسی چیز کے عوض اپنے دن کا سودا نہیں کروں گی، لیکن میں تجھے اپنی باری کا دن اس شرط پر ہبہ کرتی ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کروا دو۔" سیدہ عائشہ نے کہا: ٹھیک ہے۔ اب وہ کہتی ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زعفران میں رنگی ہوئی چادر لی اور اس پر پانی چھڑکا تاکہ اس کی خوشبو تر و تازہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے زیب تن کیے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلی گئیں اور (جا کر) خیمہ کا ایک کنارہ اٹھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اے عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ یہ دن تیرا تو نہیں ہے۔" انہوں

نے کہا: یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔ آپ اپنی اہلیہ کے پاس ہی ٹھہرے رہے۔"(البانی (2013ء)سلسلہ احادیثِ صحیحہ، الرقم الحدیث:1511)

1.9 خلاصہ بحث

شمائل نبوی کا تذکرہ ہو یا سیرت النبی ﷺ کا کوئی بھی پہلو یا پھر نبی کریم ﷺ کی خلوت و جلوت کے معاملات نبوی ﷺ کی مبارک زندگی کے تمام پہلوں اور جہات کی امین سیدہ عائشہ کو تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی لاڈلی اور محبوب بیوی ہیں اور آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ تر وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ گزارا اور آپ کی زندگی کے شب و روز نبی کریم ﷺ کی معیت میں گزرے آپ سے مروی کثیر مرویات کتب حدیث کا حصہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ 48 برس زندہ رہیں، اس طویل عرصے یعنی تقریباً 57 سال تک آپ شب و روز دین کی خدمت کرتی رہیں۔ اور حدیث فقہ اور باقی تمام علوم میں آپ کو مہارت حاصل تھی صحابیات میں سب سے زیادہ احادیث آپ سے ہی مروی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حافظہ نہایت قوی تھا اور آپ علم سے شغف بھی رکھتی تھیں آپ نے نبی کریم ﷺ کے بعد تمام زندگی تعلیم و تعلم میں ہی بسر کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نبی کریم ﷺ کے شمائل سے متعلق جو مرویات ہیں وہ قابل تحسین ہیں آپ نے نبی کریم ﷺ کے حُسن کا تذکرہ ایسے حسین انداز میں کیا کہ اُس کو پڑھ کر مُرجھائے ہوئے چہروں پر خوشی آجاتی ہے کہ آپ ﷺ کو رب نے بنایا ہی اتنا حسین اور خوبصورت کے نبی کریم ﷺ کے حُسن و جمال کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ہر صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ ہمہ وقت آپ ﷺ کے چہرے کی زیارت کی تمنا کرتا اور جو ایک بار آپ ﷺ سے مُلاقات کرتا اُس کی خواہش ہوتی کہ وہ بار بار آپ ﷺ کا دیدار کرے اسی وجہ سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حُسن و جمال کے پیکر حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کے دیدارِ پُر بہار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو راحت پہنچاتے اور چہرۂ مصطفےٰ کی ایک جھلک ان کے دلوں میں ہزاروں مسرتیں بکھیر دیتی تھی۔ آپ ﷺ کے حسن و جمال سے متعلق حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ روزہ زکوۃ حج اور دیگر عبادات میں بھی آپ کی مرویات ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت آپ کے چہرہ انور پر نورِ نبوت کی دلیل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پُر نور کی مدح کرنے کی طاقت کس قلم میں ہے اور کون ہے جو رب کے لاڈلے حبیب ﷺ کی مدح کر سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والضحیٰ والے حسین چہرے کے خدوخال بیان کر سکے وہ رخِ انور اور رُخ ماہتاب کہ جس کا عرب و عجم دیوانہ تھا کہ جن کے دیدار کے لیے دیوانے ہر وقت بے قرار رہتے اور جو آپ ﷺ کا دیدار کرتا ایک دفعہ کر لیتا وہ بار بار تمنا کرتا کہ آپ ﷺ کے رُخ انور کو دیکھے اور جو دیکھتا وہ پہلی نظر میں ہی پکار اُٹھتا کہ نہ آپ جیسا کوئی ہے اور نہ ہو گا نہ دیکھا اور نہ کوئی دیکھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو آتا دیکھتا تو حسنِ باکمال کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا نبی کریم کے تمام خدوخال نُور کی طرح چمکتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی مُسکراہٹ جس کو نصیب ہوتی وہ اپنے آپ کو خوش نصیبوں میں شمار کرتا اور اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا۔ اور آپ ﷺ کی مسکراہٹ دیکھنے والے ہر شخص چاہے وہ آپ ﷺ کا مخالف ہی کیوں نہ ہو اس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ آپ ﷺ کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ ہر گز نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ کے لاڈلے حبیب رحمتہ للعالمین اور خاتم النبیین ﷺ ہیں آپ ﷺ کا پورا سراپا ہی مُعجزہ ہے آپ ﷺ کا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا ہنسنا مُسکرانا سب معجزہ ہے نبی کریم

ﷺ کے گھرانے کا حسین منظر دیکھیں کہ بیوی کھلونوں سے کھیل رہی اور نبی آخر الزماں ﷺ دیکھ کر تبسم فرمارہے اور اُن کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات میں نبی اکرم ﷺ کے شمائل وتعلیمات کا ایک نمایاں حصہ طہارت اور پاکیزگی سے متعلق ہے، پھر اس میں بھی اگر غور کیا جائے تو انفرادی اور اجتماعی دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صفائی، ستھرائی اور طہارت کا عادی آدمی خود بھی ظاہری و باطنی بیماریوں اور وساوس وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو سیاہ رنگ میں چادر بھی پسند تھی اور اسے آپ نے زیب تن فرمایا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کو یہ رنگ بہت پسند تھا اس لئے سیاہ رنگ کی چادر استعمال کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نبی کریم ﷺ کی عبادت میں ہمارے لیے گہری تعلیمات اور عملی نمونہ موجود ہے، جو نہ صرف روحانیت کا منبع ہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں اللہ سے قربت کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا انداز، اس میں توازن، خلوص، خشیت اور استقامت، اُمت کے لیے بہترین ہدایت ہے۔ ذکر، دُعا، دعوت الی الخیر، وعظ وتذکیر اور تعلیم و تعلّم وغیرہ اور بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق فعل سے ہے، خواہ وہ بدنی ہوں، جیسے: نماز یا مالی ہوں، جیسے: زکوٰۃ وصدقات یا بدنی ومالی دونوں ہوں، جیسے: حج اور جہاد فی سبیل اللہ اور بعض عبادتیں وہ ہیں جو نہ قولی ہیں اور نہ فعلی بلکہ ان میں صرف رکنا پایا جاتا ہے، جیسے: روزہ (اکثر علماء نے روزہ کو عبادتِ بدنی میں شمار کیا ہے۔ اور یہی اقرب الی الصواب ہے کیونکہ کسی چیز سے رُکنا بھی تو ایک فعل اور عمل ہی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیان کردہ مرویات میں نبی کریم ﷺ کے سراپا نور کے بارے میں جو معلومات ملتی ہیں وہ ایمان کی بنیاد کو مضبوط کرنے کا سبب ہیں۔